9

ترقیٔ اِسلام کیلئے کثرت سے دُعائیں کرو

(فرمودہ ۱۷؍مارچ ۱۹۱۶ء)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیت پڑھ کر فرمایا:۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ۔اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ○ (البقرہ:۱۸۷)

جن جماعتوں کا کام تبلیغ ہوتا ہے اور جو اپنے ذمہ خدا تعالیٰ کا پیغام دنیا کو پہنچانا لیتی ہیں۔ان کے کام سے زیادہ مشکل کام دنیا میں اَور کوئی نہیں ہوتا۔کسی بات کے متعلق ہر ایک انسان اپنے علم۔طاقت اور محنت سے کچھ نہ کچھ کام کر سکتا ہے۔لیکن کسی کے دل سے خیالات کا نکالنا اور ان کی جگہ نئے خیالات کا داخل کرنا کسی انسانی طاقت و ہمت کا کام نہیں ہے۔ایک شخص جو تلوار لے کر اٹھتا ہے وہ اس کے زور سے اپنے آگے آنے والے لوگوں کو ہٹا سکتا ہے۔کیونکہ ان تک اس کا ہاتھ پہنچ سکتا ہے۔اسی طرح ایک ڈاکٹر ایک مریض کا علاج کرتا ہے کیونکہ اس کے لئے اس کے پاس سامان مہیّا ہیں۔بیماری کی علامتیں اس کو بتاتی ہیں کہ یہ مریض فلاں عارضہ میں مبتلا ہے لیکن روحانی بیماریوں کی علامات کچھ ایسی باریک اور پوشیدہ ہوتی ہیں کہ اگر ایک انسان کی تشخیص کے لئے ہی ساری عمر خرچ کی جائے تب ممکن ہے کہ پتہ لگے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا دل اور اس کے خیالات پوشیدہ ہوتے ہیں۔اور چونکہ خیالات پوشیدہ ہوتے ہیں اس لئے جب تک ان کو معلوم نہ کیا جائے۔علاج نہیں ہوسکتا۔اور چونکہ پوشیدہ خیالات کا معلوم کرنا انسان کا کام نہیں ہے اس لئے اصلاح کرنا بھی اس کے اختیار میں نہیں ہے۔بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان بہت سوچ سمجھ کر کسی کے سامنے ایک بات اس لئے پیش کرتا ہے کہ اس کو ہدایت

ہو جائے۔ مگر بجائے اس کے کہ اس کو ہدایت ہو وہ زیادہ گمراہ ہو جاتا ہے اور بجائے قریب ہونے کے دور ہو جاتا ہے۔ بجائے سمجھنے کے اس کی پہلی عقل بھی ماری جاتی ہے بجائے ہدایت پانے کے ضلالت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تو تبلیغ کا کام سب سے زیادہ مشکل کام ہے اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے اور وہی اس کو کر سکتا ہے اس لئے وہ جماعت جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کام کو لے کر کھڑی ہوئی ہو۔ اس کے لئے بہت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور گر جائے۔ اور اس سے مدد چاہے کیونکہ دل کے خیالات جاننے والا اور ہدایت کا راستہ دکھانے والا صرف وہی ہے وہی مبلغ کی زبان میں اثر ڈالتا ہے وہی مبلغ کو ایسی باتیں سمجھا دیتا ہے۔ جن سے سننے والوں کو ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ اور وہی علاج بتاتا ہے جس سے روحانی مریض شفا پا سکتے ہیں۔ مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں بیسیوں آدمیوں سے سُنا ہے۔ ہوں گے تو ہزاروں۔ مگر مَیں نے بیسیوں سے سُنا ہے کہ ہم جو اعتراض اور شکوک اپنے دل میں لے کر آئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کوئی اتفاقاً تقریر فرمائی تو اس میں ہمارے سب اعتراضوں کے جواب آ گئے اور ہمیں ہدایت نصیب ہو گئی۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے۔ اس سے جب کسی انسان کا تعلق ہوتا ہے تو وہ خود اس کو ایسی باتیں بتا دیتا اور اس کی زبان پر جاری کر دیتا ہے جس سے لوگوں کے شکوک رفع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ہدایت پا لیتے ہیں۔ پس چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس لئے مبلغ جماعت کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ ہر وقت دعاؤں میں لگی رہے۔ ہماری جماعت کا کام اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانا اور اس کے جلال اور عظمت کو ظاہر کرنا ہے اس لئے ہماری جماعت کو دعاؤں پر بہت زور دینا چاہیئے۔ بڑے بڑے لیکچرار کچھ کام نہیں کر سکتے۔ کیا عیسائیوں۔ آریوں۔ برہموؤں اور دہریوں میں بڑے بڑے لیکچرار نہیں ہیں۔ ضرور ہیں اور وہ ایسی چکنی چپڑی باتیں کرتے ہیں کہ ایک صادق انسان بھی حیران ہو جاتا ہے کہ ان کا کیا جواب ہے۔ لیکن کیا ان کے ذریعہ کسی کو ہدایت نصیب ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہدایت دینا خدا تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ جب تک وہ کسی کو ہدایت نہ دے کوئی اور سبیل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے مبلغ کا یہ کام ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگے اور یہ نہ صرف مبلغ کا کام ہے۔ بلکہ ہماری جماعت کے ہر ایک فرد کا کام ہے۔ ہماری تمام جماعت تو

تمام دنیا کے مقابلہ میں آٹے میں نمک اور دریا کے مقابلہ میں قطرہ بھی نہیں۔لیکن اس قلیل جماعت کا تمام دنیا سے مقابلہ ہے۔اس صورت میں خیال تو کرو۔کہ تمہیں کس قدر چُستی کی ضرورت ہے۔لیکن میں دیکھتا ہوں کہ بہت لوگ غافل ہیں۔اور اپنی دعاؤں میں اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ دنیا کی ہدایت کے لئے دعا مانگنا بھی ہمارا فرض ہے۔اور یہ بات بھی بھول جاتے ہیں کہ جو لوگ تبلیغ کے لئے کوشش کر رہے ہیں ان کو کس قدر مشکلات کا سامنا ہے اور کس قدر مدد کی ضرورت ہے۔ چندہ تو بہت لوگ دیتے ہیں مگر مَیں کہتا ہوں کہ تبلیغ میں کتنے کوشش کرتے ہیں۔روپیہ سے تبلیغ نہیں ہؤا کرتی۔ بلکہ خدا کے فضل سے ہوتی ہے۔اور اس فضل کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک احمدی خواہ مرد ہو یا عورت بچّہ ہو یا بوڑھا چھوٹا ہو یا بڑا۔سب مِل کر خدا تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں لگے رہیں۔اگر تمام مل کر ایک دعا کریں تو کیونکر ممکن ہے۔کہ خدا تعالیٰ ان کی دعا کو ردّ کر دے۔خدا تعالیٰ تو بہت رحیم ہے لیکن افسوس کہ بہت لوگ اس کی شان کو نہیں سمجھتے۔دیکھو بچہ جب کسی تکلیف میں ماں باپ کو پکارتا ہے۔تو ان کے دل میں رحم پَیدا ہو جاتا ہے۔لیکن خدا تو انسان کے لئے ماں باپ سے بھی زیادہ پیار کرنے والا ہے اس کے حضور جب پکارا جائے تو وہ کیوں نہ رحم کرے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے انسان سے پیار کو ایک مثال سے بتایا ہے۔ایک جنگ میں کچھ عورتیں قید ہو کر آئی تھیں۔ان میں سے ایک کا بچہ اس سے جدا ہو گیا۔وہ اس تلاش میں گھبرائی ہوئی ادھر ادھر پھرتی تھی اور جب کسی بچہ کو دیکھتی تو اپنے بچہ کی یاد میں اسے اٹھا کر چھاتی سے لگا لیتی۔جب اس کو اپنا بچہ مل گیا تو اسے چھاتی سے لگا کر آرام سے بیٹھ گئی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح عورت کو اپنے بچہ سے محبت ہے اور جب تک وہ اسے مل نہیں گیا آرام سے نہیں بیٹھ سکی اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر خدا تعالیٰ کو انسان سے محبت ہے۔[1] جب کوئی انسان اس سے جدا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ کو اس سے زیادہ درد ہوتا ہے جتنا کہ ماں کو اپنے بچہ کے کھوئے جانے سے ہوتا ہے اور جب کوئی انسان اس کی طرف جھکے

[1] بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد۔

تو اسے ماں باپ سے زیادہ خوشی ہوتی ہے اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا انسان سے جب ایسا تعلق ہے تو اس کا رحم اور شفقت بھی اسی نسبت سے ہو گی پس جب ایک ماں بچہ کی پکار پر بیتاب ہو جاتی ہے تو خدا تعالیٰ کے حضور جب لاکھوں انسان دن رات پکارنے پر لگے رہیں گے تو کیونکر ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی دعا کو ردّ کر دے۔ ایک دن نہیں تو دوسرے دن دوسرے دن نہیں تو تیسرے دن نہیں تو چوتھے دن کبھی تو قبول کرے گا۔ پھر ایک کی نہیں تو دوسرے کی دوسرے کی نہیں تو تیسرے کی۔ تیسرے کی نہیں تو چوتھے کی۔ کسی نہ کسی کی تو سُنے گا اور قبول کرے گا۔ پس خیال کرو کہ جہاں لاکھوں انسان دعائیں کرنے والے ہوں اور متواتر دن رات کرتے ہوں۔ وہاں ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی دعا قبول کرے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ بہت توجہ سے دعاؤں میں لگ جائیں اور جس طرح انسان کو اپنا نام یاد رہتا ہے یا اپنے ماں باپ یاد رہتے ہیں اسی طرح وہ اس بات کے لئے بھی دعائیں کرنے کو یاد رکھیں اور کسی وقت غافل نہ ہوں ورنہ اتنے بڑے مقابلہ میں ہم کہاں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ایک انسان کا سمجھانا ہی نہایت مشکل کام ہے چہ جائیکہ تمام دنیا کو سمجھایا جا سکے۔ ایک دفعہ یہاں ایک شخص آیا۔ عرب تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گفتگو کرتا رہا۔ آپ نے بہت سمجھایا۔ مگر کچھ نہ سمجھا۔ آخر آپ نے فرمایا یہ ضدی ہے اسے ہدایت نہیں ہو گی۔ جب آپ نے اس کو چھوڑ دیا تو الہام ہؤا کہ اس کے لئے دعا کرو۔ ہدایت پا جائے گا۔ [1] آپ نے دعا کی اور دوسرے دن وہی باتیں سُنکر جو پہلے سن چکا تھا اور جن سے اسے کچھ اثر نہ ہؤا تھا اس کا شرح صدر ہو گیا اور اس نے بیعت کر لی۔ پھر وہ یہاں سے چلا گیا اور خوب تبلیغ کرتا رہا۔ اس کے خط بھی آتے تھے تو دیکھو اس نے ہدایت پائی۔ مگر اس طرح کہ جب خدا کی مدد آئی۔ پس جو کام دعا کرتی ہے وہ اور کوئی کوشش نہیں کر سکتی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جس قدر انسان کے قریب ہے اتنا وہ خود بھی اپنے قریب نہیں ہے۔ چونکہ انسان کی ہدایت کے لئے وہی ہستی ہو سکتی ہے جو اس کے بہت ہی قریب ہو اس لئے خدا ہی اسے ہدایت دے سکتا ہے دیکھو ایک شخص ایک سیکنڈ میں کنوئیں میں گرنے والا ہو۔ اگر کوئی ذرا

[1] اخبار الحکم جلد ۷ نمبر ۱۲ مورخہ ۳۱/ مارچ ۱۹۰۳ء

دُور سے اس کے بچانے کے لئے دوڑے گا تو وہ گر جائے گا۔ اور اگر کوئی پاس ہی کھڑا ہو تو وہ اسے بچا لے گا۔ یہی حال خدا تعالیٰ کا ہے خدا تعالیٰ تو گرنے والے سے بھی زیادہ اس کے قریب ہے اس لئے اسی سے عرض کرنی چاہیئے کہ آپ ہی ان گرنے والوں کو بچایئے۔ وہ لوگ جو ضلالت میں گر کر ہلاک ہو رہے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے حضور عرض کریں کیونکہ وہی ان کو بچا سکتا ہے خدا تعالیٰ چونکہ اپنے بندوں کو انعام اور مدارج دینا چاہتا ہے اس لئے ان کے ذریعہ کام کراتا ہے۔ ورنہ اصل میں وہ کرتا آپ ہی ہے۔ انسان کا اپنی محنت اور کوشش پر بھروسہ کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ کیا ایک شخص تلوار لے کر کروڑ دو ۲ کروڑ کے لشکر میں چلا جائے تو کوئی خیال کر سکتا ہے کہ وہ ان پر فتح پا لے گا۔ ہرگز نہیں۔ حالانکہ تلوار کا مارنا آسان ہے بہ نسبت عقائد کے بدل دینے کے۔ پس جب انسان تلوار سے اتنے دشمنوں کو قتل نہیں کر سکتا۔ تو اتنے لوگوں کے عقائد اور خیالات کو بدل دینا کہاں اس کی طاقت میں ہے۔ ہمارے جو مبلّغ دیگر ممالک میں گئے ہوئے ہیں ان کی مشکلات کا اندازہ بھی اس سے ہو سکتا ہے کہ ان کے سامنے اتنے بڑے ملک میں اتنے مذاہب کا مقابلہ ہے اور وہ بھی ایسی صورت میں جبکہ اسلام بہت سی قربانیاں چاہتا ہے۔ ایک چھوٹے سے مذہب کے پھیلانے میں بہت آسانی ہے کیونکہ اس کے لئے کوئی قربانی نہیں کرنی پڑتی۔ پھر اس کے پیروؤں کو لوگوں کے کھینچنے کے لئے کئی قسم کے سامان میسّر ہیں۔ مگر ہمارے پاس تو وہ سامان بھی نہیں اور نہ اسلام میں وہ آسانیاں ہیں جو ایک اَور مذہب میں ہو سکتی ہیں ہمارے پاس تو صرف صداقت ہی ہے۔ لیکن جو شخص گمراہی میں پڑا ہؤا ہو اس کو اس وقت تک یہ بھی نظر نہیں آتی۔ جب تک اللہ تعالیٰ ہی اس کو نہ دکھائے۔ اس لئے ہمیں اگر کوئی چیز کامیاب کر سکتی ہے تو وہ دعا ہے۔ اور جب دعا قبول ہو جائے تو پھر لاکھوں انسان فوراً ہدایت پا لیتے ہیں۔ صحابہ کرام بھی تبلیغ کرتے تھے مگر ان کی اصل تبلیغ دعا ہی تھی۔ مَیں یہ دیکھ کر حیران ہو جاتا ہوں کہ چند سال میں کس طرح کروڑوں انسان مسلمان ہو گئے لیکن سوائے اس کے نہیں کہ دعاؤں کے ذریعہ ہوئے۔ ورنہ اس وقت تو بہت دقتیں تھیں۔ جب کوئی مسلمان ہوتا تو اُسے جان دینے کے لئے نکلنا پڑتا۔ زکوٰۃ کے علاوہ اور ٹیکس بھی ادا کرنے پڑتے۔ اپنی عادتیں چھوڑنی پڑتیں۔ خیالات بدلنے پڑتے۔ رشتہ داروں اور عزیزوں سے

منہ موڑنا پڑتا۔مگر باوجود اس کے ایک قلیل عرصہ میں کروڑوں انسان اسلام لے آئے۔اس کے متعلق سوائے اس کے اَور کیا کہا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام نے دُعائیں کیں اور خدا تعالیٰ نے ان کی دستگیری فرمائی۔ہماری جماعت کی ترقی کا باعث بھی دعائیں ہی ہوسکتی ہیں۔جب تک دعاؤں پر ایسا زور نہ دیا جائے گا کہ اپنی مجموعی اور انفرادی دعاؤں میں رات اور دن کی دعاؤں میں اسلام کے پھیلنے کے لئے دعائیں کی جائیں اس وقت تک ترقی مشکل ہے اور جو ترقی کی اب رفتار ہے اگر یہی رہی تو کئی لاکھ سال کی ضرورت ہے۔مگر اتنی تو کسی قوم کی عمر بھی نہیں ہوتی۔دیکھو۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ سلسلہ کے لئے تیرہ سو سال کے بعد جب ایک ایسے مصلح کی ضرورت پڑی جس نے ایک نئی قوم کی بنیاد ڈالی تو اور کونسا سلسلہ ہوسکتا ہے جو اتنے لمبے عرصہ تک چلا جائے۔پس اس بات کی ضرورت ہے۔کہ اشاعتِ احمدیت کے لئے وہی طریق اختیار کیا جائے جو پہلے لوگوں نے اختیار کیا تھا۔قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء نے دعائیں کیں باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان میں جو اثر تھا وہ اور کسی کی زبان میں نہ ہوا اور نہ ہوسکتا ہے مگر آپ بھی دعاؤں میں ایسے مشغول ہوتے کہ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء:۴) شاید تُو ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاک کرے گا۔پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعاؤں میں ایسے مشغول ہوتے تو ہمارے لئے کتنی ضرورت ہے ہماری جماعت کے کم لوگوں نے اس بات کو اپنے لئے فرض سمجھا ہے۔اور جنہوں نے سمجھا ہے انہوں نے کم سمجھا ہے۔اس لئے مَیں سب لوگوں کو جگاتا ہوں اور ہوشیار کرتا ہوں کہ اپنی سب دعاؤں سے مقدم اس دعا کو رکھو۔جب بھی کوئی دُعا کرو چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے۔سوتے جاگتے یہ دعا ضرور کرو۔تب کامیابی ہوسکتی ہے۔ورنہ جو مشکلات ہیں ان پر غالب آنا آسان کام نہیں۔ایک طرف لاہوری ہمارے راستے میں روک ہیں۔ہمارے مبلّغ جہاں جاتے ہیں وہاں ہی ان کے آدمی پہنچ کر ہمارے خلاف لوگوں کو بھڑکاتے ہیں۔دوسرے تمام دنیا سے ہمارا مقابلہ ہے۔اس لئے کئی قسم کی تکلیفیں در پیش ہیں۔کہیں جائدادیں چھینی جاتی ہیں۔کہیں نکاح فسخ کرائے جاتے ہیں کہیں لڑکوں کو سکولوں سے روکا جاتا ہے۔اسی طرح کی اور بہت سی تکلیفیں ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ کچھ عرصہ سو گئے تھے اور اب

پھر جاگے ہیں۔ اس لئے سمجھ لو کہ ہمارے لئے کس قدر جاگنے کی ضرورت ہے پس تمام جماعت کو چاہیئے کہ دعاؤں میں لگ جائے۔ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور تائید آتی ہے تو کوئی چیز مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتی۔ کیا کبھی کسی نے دیکھا ہے کہ سیلاب آیا ہو اور اسے گھاس پھونس نے روک لیا ہو۔ ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ کا فضل تو سیلاب سے بھی زیادہ زور کے ساتھ آتا ہے اس کے مقابلہ کی کسی کو کیا طاقت ہو سکتی ہے۔ پس اس نسخہ کو استعمال کرو۔ دعا خدا کے فضل کو کھینچتی ہے اور خدا کے فضل کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

خدا تعالیٰ ان لوگوں کو جو دعاؤں میں سُست ہیں توفیق دے تا کہ ہم سب مل کر دعائیں کریں۔ اور خدا تعالیٰ ہماری مشکلات کو دور کر کے ہماری کوششوں کو مؤثر بنائے۔ آمین۔

(الفضل ۲۵ / مارچ ۱۹۱۶ء)